فارقلیط
از
وکلف اے سنگھ

فارقلیط

وکلف اے سنگھ

ایم۔ آئی۔ کے

۳۶ فیروز پور روڈ لاہور

بار ——————— ہفتم

تعداد ——————— ایک ہزار

قیمت ——————— پانچ روپے

۱۹۹۶ء

مینیجر ایم۔ آئی۔ کے ۳۶ فیروز پُور روڈ، لاہور نے طفیل آرٹ پرنٹرز، لاہور سے چھپوا کر شائع کیا۔

حرفِ آغاز

"پہلے یہ جان لو کہ کتاب مُقدّس کی کسی نبوّت کی بات کی تاویل کسی کے ذاتی اختیار پر موقوف نہیں۔ کیونکہ نبوّت کی کوئی بات آدمی کی خواہش سے کبھی نہیں ہوئی بلکہ آدمی رُوح القُدس کی تحریک کے سبب سے خُدا کی طرف سے بولتے تھے"
(انجیلِ جلیل، ۲۔پطرس ۱: ۲۰۔۲۱)۔

بائبل مُقدّس کو سمجھنے اور اُس کی تاویل و تفسیر کرنے کے سلسلہ میں دو باتیں ضروری ہیں۔ پہلی بات نہایت اہم بلکہ بنیاد ہے۔ اِس کے بغیر بائبل مُقدّس کے حقیقی مفہوم تک رسائی ناممکن ہے۔ جبکہ دوسری ذیلی ہے جو کسی بھی کتاب کے مفہوم کو سمجھنے کے لئے مفید ہے اور وہ ہے اصولِ تفسیر۔

۱۔ بائبل مُقدّس اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اِسے انبیائے کرام اور مُرسلینِ معرفت نے رُوحِ حق کی تحریک سے قلمبند کیا۔ جس طرح سائنسی مضمون کو سمجھنے کے لئے سائنس سے واقفیّت لازمی ہے یا کسی زبان میں کسی کتاب کو پڑھنے کے لئے اُس زبان کا جاننا ضروری ہے، اِسی طرح بائبل مُقدّس جو اللہ تعالےٰ کے الہام سے ہے اُسے سمجھنے کے لئے الہامی زبان سے واقفیّت ضروری ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اِس رُوحانی کلام کو سمجھنے کے لئے رُوحانی عقل کی ضرورت ہے۔ اگر کوئی شخص اِسے مجرّد

عقلِ انسانی سے سمجھنا چاہے گا تو یقیناً خطا کھائے گا اور تاویلاتِ باطلہ کے چکروں میں پڑا رہے گا۔ وہ اِس کی رُوح کو ہرگز ہرگز نہیں سمجھ سکتا۔

"نفسانی آدمی خدا کے رُوح کی باتیں قبول نہیں کرتا کیونکہ وہ اُس کے نزدیک بے وقوفی کی باتیں ہیں اور نہ وُہ انہیں سمجھ سکتا ہے کیونکہ وہ رُوحانی طور پر پرکھی جاتی ہیں۔ لیکن رُوحانی شخص سب باتوں کو پرکھ لیتا ہے مگر خود کسی سے پرکھا نہیں جاتا۔" (انجیلِ جلیل ۱۔کرنتھیوں ۲: ۱۴-۱۵)۔

۲- بائبل مُقدّس تمام جہان کی کتابوں سے مختلف کتاب ہے۔ درحقیقت یہ ایک کتاب نہیں بلکہ کتابوں کا مجموعہ ہے اور یہ کتابیں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اِس میں تاریخ، نظم، نبوّت اور تعلیم پائی جاتی ہے۔ پھر اس کے مفہوم کو سلیس اور تشبیہی دونوں زبانوں میں ادا کیا گیا ہے۔ پس اگر کوئی بائبل مُقدّس کی تعلیم کا صحیح مطلب جاننا چاہتا ہے تو اُس کے لئے ازبس ضروری ہے کہ وہ یہ جانے کہ آیا زیرِ مطالعہ کلام سلیس ہے جس کے ذریعہ کسی حقیقت کا اظہار کیا جا رہا ہے یا تشبیہی ہے جو کسی رُوحانی سچائی کی طرف اشارہ کر رہا ہے، اور کہ یہ کس قسم کا ادب ہے یعنی تاریخی ہے، نظمی ہے، نبوّتی ہے یا تعلیمی۔ مزید یہ کہ کتابِ مُقدّس صدیوں پہلے احاطۂ تحریر میں آئی تھی۔ اُس وقت دُنیا کے حالات، لوگوں کی طرزِ زندگی، عادات اور رسم و رواج آج کل کے حالات سے قطعی مختلف تھے۔ اگر ہم یہ معلوم کر لیں کہ بائبل کے زمانہ کے حالات کیسے تھے تو پھر ہم بائبل مُقدّس کو زیادہ بہتر طریقے سے سمجھ سکیں گے۔ مثال کے طور پر، حضورِ مسیح کس قسم کی دنیا میں رہتے تھے؟ اور حضرت یسعیاہ کے زمانہ میں

اسرائیل کے سماجی، سیاسی اور تمدّنی حالات کیا تھے؟ اِس قسم کے سوالات بائبل مُقدّس کی صحیح تفسیر کے لئے بُہت ضروری ہیں۔

اِن باتوں کے پیشِ نظر مفسّرینِ کُتبِ مُقدّسہ نے تفسیر کے حسبِ ذیل چند اصول مقرر کئے ہیں جو عام ہیں خاص نہیں، اور اِن کی مدد سے ہر کتاب یا کلام کی صحیح تفسیر کی جا سکتی ہے۔

اُصولِ تفسیر

۱۔ کتاب یا تحریر کا پس منظر: اِس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ زیرِ مطالعہ حِصّے کو کن حالات کے پیشِ نظر تحریر کیا گیا۔ اِس کو معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہم اپنے آپ سے سوال کریں کہ اِسے کس نے لکھا؟ کیوں لکھا؟ لکھتے وقت حالات کیا تھے؟ کس کو لکھا گیا؟ مخاطبین نے اِسے کیا سمجھا؟

۲۔ سیاق و سباق کا مطالعہ: پہلے اصول سے ہمیں یہ معلوم ہُوا کہ بائبل مُقدّس کی صحیح تفسیر کے لئے اس کے تاریخی حالات معلوم کرنا ضروری ہیں۔ دوسرا اصول ہمیں یہ بتاتا ہے کہ کسی کتاب کے کسی فقرے، آیت یا باب کے مطلب کو سمجھنے کے لئے اُس کتاب کی جملہ تعلیم کو مدِّنظر رکھنا چاہیئے۔

۳۔ مُصنّف کا مُدّعا کیا ہے: کلام کے کسی حِصّہ کو سمجھنے اور اُس کی تفسیر کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ مُصنّف کا مقصد اور مُدّعا معلوم کیا

جائے۔ اُس وقت ہمیں خود سے یہ سوال کرنا چاہیئے کہ مُصنّف کا یہ لکھنے کا مقصد کیا ہے؟ مُصنّف کی منشا معلوم کرنے کے لئے ہمیں بعض اوقات ساری کتاب کو پڑھنا پڑے گا۔ یہ عقلمندانہ اقدام ہوگا کیونکہ اِس طرح سے ہمیں مُصنّف کا پورا پورا مدعا معلوم ہو جائے گا اور ہم غلط فہمی میں مبتلا ہونے سے بچ جائیں گے۔

۴۔ صاف وصریح حِصّوں کی مدد سے مشکل بیانات کو سمجھیں :

بائبل مُقدّس کے بعض الفاظ مشکل اور اُن کے معنی پیچیدہ ہیں۔ ہم صاف اور واضح حصّوں کے ذریعہ اُن کے معنی معلوم کر سکتے ہیں۔ مثلاً یسعیاہ باب ۵۳ کو سمجھنا قدرے مشکل ہے۔ لیکن اگر آپ عبرانیوں کا خط پڑھیں جو صاف اور واضح ہے تو یسعیاہ کے اِس باب کو بآسانی سمجھ سکتے ہیں۔

۵۔ الفاظ کے صحیح معنی :

ویسے تو یہ ایک عام اصول نظر آتا ہے مگر بائبل کے حقیقی مطلب کو سمجھنے کے لئے بہت اہمیّت رکھتا ہے۔ کچھ الفاظ کے ایک سے زیادہ مطلب ہوتے ہیں۔ اگر ہمیں کسی مشکل لفظ کے صحیح مطلب کو سمجھنے میں دِقّت پیش آئے تو اُس کے سیاق و سباق سے اُس کا درست مفہوم سمجھ جائیں گے۔

۶۔ کلام کا کلام سے موازنہ :

اِس اصول کا مذکورہ بالا اصول نمبر ۳ اور ۴ سے بہت قریبی تعلق ہے۔ اِس اصول کو مدِّنظر رکھنے سے ہی ہم کسی مضمون کے متعلق بائبل مُقدّس میں بیان کردہ تمام حقائق معلوم کر سکتے ہیں۔ تفسیر کی صحت اِس بات میں ہے کہ ہم ایک ہی مضمون کے

مختلف حوالجات کا ایک دوسرے سے مقابلہ کریں۔

اگر کوئی بائبل مقدس کو ایک طرف سے تو کلام اللہ مانے لیکن اُس کا مطالعہ نہ کرے بلکہ اس پر صرف زبانی کلامی ایمان رکھے، اور اگر پڑھے بھی تو تحقیقی نظر سے نہیں بلکہ نکتہ چینی یا اپنے اعتقادات کی تصدیق کے لئے مواد تلاش کرنے کی غرض سے تو ظاہر ہے کہ اس طرح جو تفسیر کی جائے گی وہ درست نہیں ہو سکتی۔ مزید یہ کہ وہ نہ صرف روحِ حق کی امداد سے محروم ہوتا ہے بلکہ اصولِ تفسیر کو بھی پسِ پشت ڈال دیتا ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ عام طور پر وہ مسیحی مذہبی زبانوں یعنی عبرانی اور یونانی سے بھی ناآشنا ہوتا ہے۔ فارقلیط کے باب میں بھی یہی غلطی کارفرما ہے۔ اس کے متعلق ہم آئندہ سطور میں مفصل بیان کریں گے۔

اس کتابچہ میں ہم نے اُن دلائل کا جو برادرانِ اسلام فارقلیط کے سلسلہ میں عموماً پیش کیا کرتے ہیں کہ اس کا اشارہ آنحضرت صلعم کی طرف ہے جُدا جدا جواب دیا ہے تاکہ قارئین کرام کو سمجھنے میں سہولت رہے۔

آخر میں برادرانِ اسلام سے عرض ہے کہ تبلیغ دین یہ نہیں ہے کہ دوسروں کے مسلمات وعقاید یا کتب مقدسہ کی بلاتحقیق من مانی تفسیر کی جائے، بلکہ یہ کہ اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کی جائیں تاکہ غیر مذہب اُس کا مقابلہ اپنی تعلیمات سے کریں اور اگر وہ اُنہیں افضل پائیں یا اُنہیں پُر کشش نظر آئیں تو وہ بغیر کسی دھونس دھاندلی اور اکراہ و جبر کے اُسے از خود قبول کرلیں گے بیشک اپنے مذہب کی صداقت و تائید کے لئے دیگر کتب سماوی سے حوالے دینا جائز تو ہے لیکن درست تفسیر اور درست نیت کیساتھ یہی مذہب کا مقصد ہے اور یہی تبلیغ دین۔

اے کاش اتر ے دل میں اُتر جائے میری بات۔

احقر العباد
وکلف اے سنگھ

فارقلیط یعنی رُوحِ حق

کسی بھی نبی کے برحق ہونے کی دلیل اِس بات میں نہیں ہے کہ اُس کا ذکر انبیائے سابقین نے کیا ہو یا اُس کے بارے میں صحائفِ سماوی میں پیشین گوئیاں پائی جاتی ہیں۔ درحقیقت نبی کی تصدیق اُس کی تعلیمات سے ہوتی ہے۔ سچّے نبی کی پہچان یہ ہے کہ جو تعلیم وہ دیتا ہے اللہ تعالےٰ کی طرف سے اور رُوح القدس کی تحریک سے ہے۔ ”نبوّت کی کوئی بات آدمی کی خواہش سے کبھی نہیں ہوئی بلکہ آدمی رُوح القُدس کی تحریک کے سبب سے خُدا کی طرف سے بولتے تھے“ (انجیل مُقدّس ۲-پطرس ۱: ۲۱)۔ نیز نبوّت نہ صرف انبیائے سابقین کی تعلیم کی تصدیق کرتی ہے بلکہ اُسے آگے بڑھاتی ہے اور ”تعلیم اور الزام اور اصلاح اور راستبازی میں تربیت کرنے کے لئے فائدہ مند بھی ہے“ (انجیلِ مُقدّس ۲-تیمتھیُس ۳: ۱۶)۔ یہ ایک ایسی کسوٹی ہے جس سے ہم حق و باطل میں تمیز کر سکتے ہیں۔

برادرانِ اسلام مسیحیوں کے ساتھ گفتگو کرتے وقت رسولِ عربی کی نبوّت و رسالت کی تصدیق کے لئے بائبل مُقدّس کی جن آیاتِ مبارکہ کا حوالہ دیتے ہیں اُن میں سے چند ایک حسبِ ذیل ہیں:

”اور مَیں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے۔ یعنی رُوحِ حق جسے دنیا حاصل نہیں

کر سکتی کیونکہ نہ اُسے دیکھتی اور نہ جانتی ہے۔ تم اُسے جانتے ہو کیونکہ وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے اور تمہارے اندر ہوگا..... لیکن مددگار یعنی رُوح القُدس جِسے باپ میرے نام سے بھیجے گا وہی تمہیں سب باتیں سکھائیگا اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے وہ سب تمہیں یاد دلائے گا"

"لیکن جب وہ مددگار آئے گا جس کو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجُوں گا یعنی رُوحِ حق جو باپ سے صادر ہوتا ہے تو وہ میری گواہی دیگا"

"لیکن میں تم سے سچ کہتا ہُوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر جاؤنگا تو اُسے تمہارے پاس بھیج دُوں گا" (انجیلِ جلیل یوحنّا ۱۴: ۱۶-۱۷، ۲۶؛ ۱۵: ۲۶؛ ۱۶: ۷)۔

یہاں ہم بڑے ادب سے اپنے مسلمان بھائیوں سے عرض کرتے ہیں کہ اگر مسیحی اِن آیات میں مذکور "مددگار (پاراکلیتوس = فارقلیط) یعنی رُوحِ حق کو آنحضرت قبول نہیں کرتے تو اِس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ نعوذ باللہ انہیں آپ کے نبی سے کوئی پُرخاش ہے۔ جہاں وہ بائبل مُقدّس کی دیگر سچائیوں کے قائل ہیں، اِس بات کو قبول کرنے میں کونسی قباحت تھی! وہ بنی اسرائیل کے تمام انبیائے کرام جن کا ذکر کتابِ مُنیر میں آیا ہے اقرار کرتے اور انہیں اللہ تعالےٰ کے فرستادہ اور برحق نبی تسلیم کرتے ہیں۔ اگر واقعی آنحضرت صلعم کا ذکر کتابِ مُقدّس میں ہوتا تو وہ اِس سے ہرگز روگردانی نہ کر سکتے بلکہ وہ اُن کا اُسی طرح اتباع کرتے جیسے حضور مسیح کا کرتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ مندکرہ بالا آیاتِ شریف میں جس مددگار (پاراکلیتوس = فارقلیط) یعنی رُوحِ حق کا اشارہ حضور مسیح نے کیا ہے اُس کا تعلق رسولِ عربی سے

نہیں ہے۔ یہ ایک ایسی غلط فہمی ہے جس کا ازالہ و تدارک جتنی جلد ممکن ہو سکے بہتر ہوگا۔

ان آیۂ مبارکہ میں دو الفاظ وارد ہوئے ہیں، پہلا مددگار (یا پاراکلیتوس۔ فارقلیط) اور دوسرا رُوحِ حق۔ برادرانِ اسلام عموماً یہ دعوے کرتے ہیں کہ یہ دونوں الفاظ آنحضرت صلعم پر منطبق ہوتے اور صادق آتے ہیں۔ آیئے ہم ان دعووں پر کلامِ مقدس کی روشنی میں فرداً فرداً غور کریں تاکہ کسی صحیح نتیجہ پر پہنچ سکیں۔

۱۔ مددگار۔ فارقلیط

غلط فہمی کی اصل وجہ

اکثر اوقات ایک ناواقف شخص کے لئے کسی زبان کے ہم آواز الفاظ میں تلفظ کا خفیف سا فرق غلط فہمی کا باعث بن جاتا ہے۔ مثلاً عربی لفظ "عَلَم" اور "عِلم" میں تلفظ کا معمولی سا فرق ہے لیکن معنی ایک دوسرے سے قطعی مختلف ہیں۔ عَلَم کا مطلب جھنڈا، نیزہ اور نشان وغیرہ ہیں جب کہ عِلم کا مطلب دانش، دانائی، آگاہی، ہنر، جادو، عملِ تسخیر وغیرہ ہے۔ اب اگر کوئی ناواقف کسی جملہ میں عَلَم کی جگہ عِلم پڑھے تو ظاہر ہے کہ اُلجھ کر رہ جائے گا۔ یہی حال کچھ فارقلیط کا بھی ہے۔ چونکہ عام طور پر مُسلم نکتہ چیں بائبل مُقدّس کی اصل زبانوں یونانی اور عبرانی سے ناآشنا ہوتے ہیں اس لئے انہوں نے پاراکلیتوس (παράκλητος) سے ملتے جلتے لفظ پریکلوتوس (περικλυτός) کو پاراکلیتوس سمجھا۔ قرأت میں بڑا لطیف سا فرق ہے مگر معنوں میں بعد المشرقین۔ پاراکلیتوس کا مطلب ہے مددگار، وکیل یا تسلی دہندہ جب کہ پریکلوتوس کا مطلب ہے مشہور و معروف جس کا چرچا چاروں طرف ہو رہا ہو یعنی شہرہ آفاق، جس سے انہوں نے احمد کا مطلب نکالا اور آنحضرت صلعم سے منسوب کر دیا۔ متاخرین نے بھی متقدمین کی اندھی تقلید کی کیونکہ اِس سے ان کے

موقف کی تائید ہوتی تھی اور یوں پاراکلیتوس (فارقلیط) ایک نزاعی مسئلہ بن گیا۔ اِس سلسلہ میں ایک مسیحی فاضل جناب ٹسڈل صاحب اپنی یوحنا کی انجیل کے فارسی اور اُردو تحت اللفظ ترجمہ باب ۱۴ آیت ۲۶ کے حاشیہ میں یوں رقمطراز ہیں:

"... جو شخص اِن آیاتِ مبارکہ کا مطالعہ کرے گا بالفضلِ خدا سمجھ لیگا کہ ہمارے خداوند مسیح جس تسلی دہندہ کا ذکر کرتے ہیں اس سے مُراد رُوحِ پاک ہے کیونکہ خداوند چودھویں باب کی پندرھویں آیت میں اِسے رُوح القُدس کہتے ہیں۔ لفظ پاراکلیتوس کا معرب فارقلیط ہے۔ اس کے معنی تسلی دہندہ یا مددگار کے ہیں۔ جن لوگوں کا خیال ہے کہ اس لفظ کے معنی "احمد" ہیں غلطی پر ہیں۔ اس کا سبب ان کی یونانی زبان سے ناواقفیت ہے کیونکہ اِس زبان میں ایک دوسرا لفظ پریکلوتوس (περικλυτός) ہے جس کے معنی ہیں مشہور و معروف۔ اِسی طرح جو لوگ فارسی نہیں جانتے "مُرد" (مریگا) اور مَرد (مرد) میں فرق نہیں سمجھتے اور اسی طرح "میروند" (جاتے ہیں) کی بجگہ "میرند" (لے بھاگنا) سمجھ لیتے ہیں۔ بعینہٖ عربی سے ناواقف "ثواب" (نیکی، بدلہ) اور "صواب" (درست، ٹھیک) میں امتیاز نہیں جانتے..."

اشتقاق

لفظ فارقلیط یونانی سے مُعرّب ہے۔ اصل لفظ پاراکلیتوس (παρά κλητος) ہے۔ یہ لفظ پارا اور کلیتوس کا مرکب ہے۔ پارا کا مطلب ہے پاس اور کلیتوس کا بلایا ہُوا۔ پاراکلیتوس انجیلِ مقدسہ میں پانچ[۱] مرتبہ وارد ہوتا ہے۔ پہلے چار مقامات پر اس کا اشارہ رُوح القُدس کی طرف ہے

---

[۱] انجیل جلیل یوحنا ۱۴: ۱۶، ۲۶؛ ۱۵: ۲۶؛ ۱۶: ۷ اور ۱۔یوحنا ۲: ۱

جب کہ پانچویں مقام پہ پاراکلیتوس حضور مسیح خود ہیں۔ یونانی زبان میں اِس سے وہ شخص مُراد ہے جسے ضرورت کے وقت مدد کے لئے پاس بلایا گیا ہو، خاص طور پہ قانونی معاملات میں۔ لیکن اِس سے پیشہ ور وکیل مُراد نہیں ہے۔ پس پاراکلیتوس کا عام مطلب تسلّی دینے والا اور مددگار ہُوا۔

لفظ پاراکلیتوس کے اشتقاق اور معنی پہ روشنی ڈالنے کے بعد ہم اُن دلائل کی تحقیق کرتے ہیں جو برادرانِ اسلام عموماً پیش کیا کرتے ہیں۔

دلیل ۔ ۱ ۔ بعض لوگ خیال کرتے ہیں چونکہ یونانی انجیل یوحنّا ۱۵:۲۶ میں فارقلیط کے لئے پرسنل پرونا ؤن (ضمیر شخصی) آیا ہے اس لئے اُس کا کوئی خاص وجود ہے۔ اس کے علاوہ حضرت عیسےٰ مسیح نے بھی فرمایا ہے کہ اگر تم میرے حکموں پر چلوگے تو باپ تمہیں ایک اور مددگار (فارقلیط تسلی دینے والا) دے گا۔

اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مددگار حضرت مسیح کی مانند کوئی دوسرا شخص ہوگا۔ ایک تو حضرت مسیح خود ہوئے اور دُوسرا اُن کی مانند جس طرح حضرت مسیح خُدا کے بھیجے ہوئے (رسول) ہیں، اُسی طرح فارقلیط بھی خُدا کا بھیجا ہُوا یعنی رسول ہوگا۔

الجواب

بے شک، مددگار (فارقلیط) یعنی رُوحِ حق ایک خاص وجود رکھتا ہے اور اللہ تعالےٰ کا فرستادہ ہے۔ حضور مسیح نے خود زیرِ بحث آیاتِ مُبارکہ میں اِس حقیقت کی تصدیق کی ہے۔ اِس سے کسی مسیحی کو اختلاف

نہیں، اور نہ ہو سکتا ہے۔ لیکن وُہ اِن معنوں میں رسول نہیں جیسا کہ معترضین نے نتیجہ اخذ کیا ہے۔ ہم اس نکتہ کو بالتفصیل رُوحُ القُدس کے کام میں بیان کریں گے۔

دلیل-۲- بعض لوگ کہتے ہیں کہ یونانی انجیل میں "دوسرا" کے لئے لفظ (Allos) آیا ہے جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ دوسرا مددگار حضرت مسیح کی مانند گوشت پوست کا ایک دوسرا انسان ہے۔ رُوح ہرگز نہیں ہو سکتا۔

الجواب

یونانی انجیل میں "دوسرے" کے لئے دو الفاظ مستعمل ہیں۔ لیکن اِن دونوں کا مطلب ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ پہلا Allos (ἄλλος) جس کا مطلب ہے ایک دوسرا۔ یہ تعداد کے لحاظ سے فرق ظاہر کرتا ہے لیکن اُس کی خصلت، سیرت اور خاصیت پہلے کی مانند ہی ہوتی ہے۔ یہ انجیلِ جلیل یوحنا ۱۴ : ۱۶ میں رُوحِ حق کے لئے مستعمل ہے کیونکہ اُس کی ذات وجوہر وہی ہے جو حضور مسیح کا ہے۔ دوسرا لفظ Heteros (ἕτερος) ہے۔ یہ صفت کے لحاظ سے فرق کو ظاہر کرتا ہے اور اس کا اطلاق ایک قطعی مختلف شے پر ہوتا ہے۔ مثلاً انجیلِ جلیل رومیوں ۷ : ۲۳ میں حضرت پولس فرماتے ہیں: "مگر مجھے اپنے اعضا میں ایک اور طرح (Heteron) کی شریعت نظر آتی ہے جو میری عقل کی شریعت سے لڑ کر مجھے اُس گناہ کی شریعت کی قید میں لے آتی ہے جو میرے اعضا میں موجود ہے۔" مزید دیکھئے، "مسیح کی خوشخبری کے مقابلے میں کسی اور طرح کی خوشخبری" (انجیلِ جلیل گلتیوں ۱ : ۶)، دو ڈاکوؤں کے متعلق جو حضور مسیح

کے ساتھ مصلوب ہُوئے (انجیلِ جلیل لوقا ۲۳ : ۳۲) وغیرہ۔ پس صاف ظاہر ہے کہ Allos ایک ایسی ہستی ہو گی جو حضورِ مسیح کی سیرت، خصلت اور خاصیّت کی حامل ہو گی۔

حضورِ مسیح اپنی تین سالہ تبلیغی زندگی میں اپنے حوارئین کے نہ صرف اُستاد اور راہنما ہی تھے بلکہ مونس و مددگار بھی۔ جب کبھی اُن کا ایمان متزلزل یا کمزور ہونے لگتا، آپ اُن کا ایمان مضبوط کرتے، اگر ضرورت مند ہوتے تو اُن کی احتیاج رفع کرتے اور اگر اُن کو مدد کی ضرورت ہوتی تو مدد فرماتے۔ مثلاً ایک مرتبہ آپ جھیل کے کنارے تعلیم و تبلیغ فرما رہے تھے۔ انجیلِ جلیل میں اِس واقعہ کو یوں بیان کیا گیا ہے:

"اُس نے فوراً شاگردوں کو مجبُور کیا کہ کشتی میں سوار ہو کر اُس سے پہلے پار چلے جائیں جب تک وہ لوگوں کو رخصت کرے۔ اور لوگوں کو رخصت کر کے تنہا دُعا کرنے کے لئے پہاڑ پر چڑھ گیا اور جب شام ہوئی تو وہاں اکیلا تھا۔ مگر کشتی اُس وقت جھیل کے بیچ میں تھی اور لہروں سے ڈگمگا رہی تھی کیونکہ ہَوا مخالف تھی۔ اور وہ رات کے چوتھے پہر جھیل پر چلتا ہُوا اُن کے پاس آیا۔ شاگرد اُسے جھیل پر چلتے ہوئے دیکھ کر گھبرا گئے اور کہنے لگے کہ بھُوت ہے اور ڈر کر چلّا اُٹھے۔ یسوؔع نے فوراً اُن سے کہا خاطر جمع رکھو۔ میں ہوں۔ ڈرو مت۔ پطرؔس نے اُس سے جواب میں کہا اَے خداوند اگر تو ہے تو مجھے حکم دے کہ پانی پر چل کر تیرے پاس آؤں۔ اُس نے کہا آ۔ پطرؔس کشتی سے اُتر کر یسوؔع کے پاس جانے کے لئے پانی پر چلنے لگا۔ مگر جب ہَوا دیکھی تو ڈر گیا اور جب ڈوبنے لگا تو چلّا کر کہا اَے خداوند مجھے بچا! یسوؔع نے فوراً ہاتھ بڑھا کر اُسے پکڑ

لیا اور اُس سے کہا اَے کم اعتقاد تو نے کیوں شک کیا ؟" (انجیل جلیل متی ۱۴ : ۲۲-۳۱)۔

حضور مسیح کے فرمان کے مطابق پطرس کشتی سے اُتر کر پانی پر چلنے لگا، لیکن اپنی کم اعتقادی کے باعث ڈوبنے لگا۔ لہٰذا آپ نے ہاتھ بڑھا کر اُسے ڈوبنے سے بچا لیا۔ یہاں پطرس کی ضرورت یہ تھی کہ کوئی اُسے ڈوبنے سے بچائے اور حضور مسیح اُس کے لئے فارقلیط (مددگار) بن گئے۔

پھر ایک مرتبہ حواریوں نے حضور مسیح سے دعا کے متعلق استفسار کیا۔ اِن میں سے ایک نے درخواست کی کہ" اَے خداوند! جیسا یوحنا نے اپنے شاگردوں کو دُعا کرنا سکھایا تو بھی ہمیں سکھا"۔ یہاں حواریوں کی ضرورت یہ تھی کہ کوئی اُنہیں دُعا کرنا سکھائے۔ پس حضور نے اُن کی مدد فرمائی۔ ارشاد ہوتا ہے" جب تم دُعا کرو تو کہو اے باپ! تیرا نام پاک مانا جائے۔ تیری بادشاہی آئے۔ ہماری روز کی روٹی ہر روز ہمیں دیا کر۔ اور ہمارے گناہ معاف کر کیونکہ ہم بھی اپنے ہر قرضدار کو معاف کرتے ہیں اور ہمیں آزمائش میں نہ لا" (انجیل جلیل لوقا ۱۱ : ۱-۴)۔

محولہ بالا بیانات سے اظہر من الشمس ہے کہ حضور مسیح اپنی حیات زمینی میں اپنے حواریوں کے مددگار (فارقلیط) تھے۔ آپ نے انکے ہر کام میں اُنکی مدد فرمائی۔ لیکن چونکہ اب آپ ان سے جُدا ہو رہے تھے اسلئے خدشہ تھا کہ مبادا وہ آپکی عدم موجودگی میں گھبرا جائیں۔ پس آپ نے اُن سے فرمایا: "تمہارا دل نہ گھبرائے۔ تم خدا پر ایمان رکھتے ہو مجھ پر بھی ایمان رکھو۔۔۔ میں جاتا ہوں۔۔۔۔ اور مَیں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے" (انجیل جلیل یوحنا ۱۴ : ۱-۱۶)۔

اس سے پیشتر آپ خود اُن کے فارقلیط تھے لیکن چونکہ اب آپ اُن کو چھوڑ کر جارہے تھے اس لئے اپنی عدم موجودگی میں اُن کی مدد کے لئے "ایک دوسرے" یعنی ایک اور مددگار کا وعدہ کرتے ہیں تاکہ حواریّن کے غمزدہ دلوں کو اطمینان اور تسلی ملے۔

یہاں "دوسرا" (Allos) سے مراد مثلِ مسیح گوشت پوست کا کوئی دوسرا انسان نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ زیرِ بحث نکتہ انسان نہیں بلکہ مددگار ہے اور وہ بھی ایسا مددگار جو اُن کے اندر ہوگا۔ پھر جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے وہ فارقلیط شخصیت ہے لیکن شخصیت کے لئے یہ ضروری تو نہیں کہ وہ گوشت، پوست کا انسان بھی ہو! شخصیت کے لئے تین باتیں لازمی ہیں۔ پہلی علم، دوسری احساسات اور تیسری مرضی یا ارادہ۔ اللہ تعالےٰ بھی شخصیت ہے کیونکہ وہ علم رکھتا ہے، اُس میں احساسات ہیں اور اپنی مرضی یا ارادہ کا مالک ہے۔ لیکن خدا صاحبِ جسم نہیں بلکہ انجیلِ جلیل یوحنا ۴:۲۴ کے مطابق "خدا رُوح ہے" اور حضور مسیح نے فرمایا کہ "رُوح کے گوشت اور ہڈی نہیں ہوتی" (انجیلِ جلیل لوقا ۲۴:۳۹)۔

یہاں ایک اور نکتہ بھی قابلِ غور ہے۔ حضور مسیح مددگار (فارقلیط) کا وعدہ اپنے حواریوں سے کر رہے ہیں نہ کہ چھ سو سال بعد کے لوگوں سے یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ وعدہ تو حواریوں سے ہؤا اور اُس کی تکمیل ایک لمبے عرصے بعد ہو جب کہ حواریوں کا جن سے وعدہ کیا گیا تھا نام ونشان تک مٹ چکا ہو۔ بالفرض اگر کوئی فارقلیط چھ سو سال بعد مبعوث بھی ہو تو بھی وہ، وہ فارقلیط نہیں ہوسکتا جس کا وعدہ المسیح نے اپنے حواریوں سے فرمایا تھا۔ حواریوں کی ضرورت فوری تھی تاکہ جب انہیں

شفیعِ عاصیاں کی عدم موجودگی میں مدد کی ضرورت ہو تو وہ فارقلیط اُن کی مدد کرے۔

دلیل ۳۔ کہا جاتا ہے کہ مسیحیت کی ابتدائی صدیوں میں لوگ فارقلیط سے عموماً حضرت مسیح کی طرح کوئی دوسرا نبی ہی سمجھتے تھے۔ چنانچہ تیسری صدی عیسوی میں ایک مشہور ایرانی مسیحی عالم مصوّر مانیؔ نے فارقلیط ہونے کا دعوےٰ کیا اور ایک کتاب "ارژنگ مانیؔ" تحریر کی۔ اس سے قبل دوسری صدی میں بھی ایک شخص مونٹینسؔ نے فارقلیط ہونے کا دعوےٰ کیا اور اِن پر لاکھوں مسیحی ایمان لے آئے۔

الجواب

مانیؔ کے فارقلیط ہونے کے دعوےٰ کو پیش کر کے آنحضرت کے فارقلیط ہونے کو ثابت کرنا استدلال کا نہایت عجیب طریقہ ہے۔ بالفرض اگر مانیؔ کا دعوےٰ فارقلیط درست تھا تو پھر اُس کی تصنیف "ارژنگ مانی" کو بھی الہامی تسلیم کیا جانا چاہیئے۔ مانیؔ کا دعوےٰ تھا کہ "ارژنگؔ مجھ پر آسمان سے نازل ہُوئی ہے اور ایسی ہے کہ کوئی اُسکی مانند لانے پر قادر نہیں"۔ اگر "ارژنگ" مردُود" تو پھر مانی کا فارقلیط کا دعوےٰ بھی کُفر ہے۔

ایسے بدعتی اشخاص ہر زمانہ میں ہر مذہب میں پائے جاتے رہے ہیں، پنے مذہب کی مسلمہ تعلیم سے انحراف کر کے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ کھڑی کر لیتے ہیں۔ فی زمانہ بھی ایسے لوگوں کی کمی نہیں۔ اخبارات گواہ ہیں کہ لوگ خدا، نبی اور امام مہدی ہونے کا دعوےٰ کرتے ہی رہتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی اِس کی کیسی برجستہ دلیل اور ثبوت ہے۔ کیا مسلمان مومنین انکا دعوےٰ قبول کر لیتے ہیں! ہرگز نہیں، کیونکہ یہ اسلام کی مسلمہ تعلیم

کے خلاف بات ہے۔

ہم قارئین کرام کی آگاہی اور فائدہ کے لئے مانی اور اُس کی تعلیم کو پیش کرتے ہیں تاکہ وہ خود فارقلیط کے بارے میں حضور مسیح کی تعلیم کی روشنی میں اندازہ لگا سکیں کہ اُس کا دعوئے فارقلیط کہاں تک درست تھا!

مانی اور اُسکی تعلیم

مانی[1] ایک کسدی تھا اور مسوپتامیہ میں پیدا ہُوا۔ ۲۴۲ء میں اُس نے طیسفون میں ایک نئی تعلیم جاری کی۔ اُس نے اعلان کیا کہ پُرانے زمانہ میں بُدھ، زرتشت اور یسوع سب خُدا کے پیغمبر تھے اور آج کل آخری زمانہ کے لئے وہ (مانی) خدا کا پیغمبر ہے۔ کچھ عرصہ تک ساسانی حکومت نے اُس کے ساتھ تحمّل سے کام لیا اور شہنشاہ شاہ پُور اوّل اُس کا دوست تھا لیکن شہنشاہ بہرام اوّل نے اُسے قید کر دیا اور ۲۷۶ء یا ۲۷۷ء میں وہ قید خانہ میں مر گیا۔

مانی کی تعلیم یہ تھی کہ نیکی اور بدی دو[2] ابدی اصول ہیں جو ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔ انسانی نور کا ایک ذرّہ ہے جو مادی کائنات میں مقیّد ہے۔ نیکی کی زندہ رُوح نے اِس لئے اپنے "تیسرے پیغمبر" کو جو عقل کہلاتا ہے اور منزّہ، یسوع اور مانی وغیرہ میں مجسّم ہُوا بھیجا تاکہ نور کے ذرّہ دل

---

[1] رسولوں کے نقشِ قدم پر۔ صفحہ ۲۵۱ از ولیم ینگ۔ ناشرین: اردو ٹیکسٹ بک کمیٹی گوجرانوالہ تھیولاجیکل سیمنری۔ گوجرانوالہ

کو رہائی بخشے۔ رہائی باطنی تنزیہ سے اور مانوی "کلیسیا" کی رفاقت سے ہوتی ہے۔ سچے شاگرد کو جسمانی تعلقات کی آلودگی سے کنارہ کرنا چاہیئے بیشک اِس کا مطلب یہ تھا کہ کامل مانوی شادی سے گریز کرے، لیکن شادی شدہ بھی دوسرے درجہ کا مانوی ہو سکتا ہے۔

یہ مذہب مغرب میں افریقہ اور گال تک اور مشرق میں چین تک پھیل گیا۔ مُقدّس اوگسطین کافی سال تک مانویّت کے دوسرے درجے کا شاگرد رہا۔ ۴۲۵ء تک مانویّت مغربی یورپ میں اور اس سے چند سو سال بعد تک ایشیا میں رہی اور مسیحیت اور اسلام ہر دو کا مقابلہ کرتی رہی۔

۲۔ رُوحِ حق

دلیل ۴۔ بعض اوقات یہ دلیل پیش کی جاتی ہے کہ Pneuma Aletheia کی جو اصطلاح یوحنا کی انجیل میں استعمال کی گئی ہے اُس کا مطلب رُوح حق ہے رُوح القُدس نہیں۔

الجواب

Pneuma (πνευμα) کا مطلب رُوح ہے اور Aletheia (ἀλήθεια) کا حق۔ لیکن یہ کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ رُوحِ حق، رُوحُ القُدس نہیں؟ یہ کہنا تو ایسا ہی ہے جیسے یہ کہ "رُوح اللہ" "کلمۃ اللہ" نہیں ہو سکتے۔ یہ دونوں اسمائے مُبارک حضور مسیح کے ہیں جو اُن کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو ظاہر کرتے ہیں اور یہی مماثلت و مناسبت رُوحِ حق اور رُوحُ القُدس میں پائی جاتی ہے۔ معنوی لحاظ سے بھی اِن دونوں ناموں میں کوئی فرق نہیں۔ ایک رُوحِ حق ہے یعنی اللہ تعالےٰ کی رُوح کیونکہ "حق" اللہ تعالےٰ ہی ہے اور دوسرا رُوحُ القُدس یعنی اقدس رُوح۔ چونکہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی پاک ذات نہیں، اس لئے یہ بھی اُسی کی رُوح ہے۔ یہ دونوں اسماء ایک ہی ہستی کے ہیں۔

پھر رُوحِ حق، اسم با مسمےٰ ہے یعنی اُس کا جوہر ہی سچائی ہے۔ "جو گواہی دیتا ہے وُہ رُوح ہے کیونکہ رُوح سچائی ہے" (انجیل جلیل ا۔یوحنا ۵: ۷)۔

یہ صرف اخلاقی معنوں میں ہی سچائی نہیں ہے بلکہ وہ اپنی تمام معموری اور خدوخال میں سچائی ہے۔ درحقیقت وہ سچائی کا مکمل اظہار ہے۔ مزید یہ کہ اُس کا کام بھی رسالت نہیں بلکہ سچائی کو پہنچانا ہے۔ حضور مسیح جو خود راہ، حق اور زندگی ہیں فرماتے ہیں "لیکن مددگار یعنی رُوح القدس جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا وہی تمہیں سب باتیں سکھائے گا اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے وہ سب تمہیں یاد دلائے گا" (انجیل جلیل یوحنا ۱۴: ۲۶)۔ چونکہ حضور مسیح خود حق ہیں اِس لئے آپ کی زبانِ فیض رساں سے جو کلمات نکلے وہ بھی حق اور سچائی تھے۔ انہی کلمات کے متعلق جو عین سچائی ہیں آپ فرما رہے ہیں کہ "وہ (فارقلیط) تمہیں یاد دلائے گا"۔ اس آیت مبارکہ میں حضور مسیح خود تصدیق فرما رہے ہیں کہ مددگار یعنی رُوح حق، رُوح القدس ہی ہے۔

لفظ Aletheia (حق) نہ صرف رُوح کے لئے مستعمل ہے بلکہ اسم صفت کی صورت میں Alethinos (ἀληθινός) خدا اور حضور مسیح کے لئے بھی استعمال ہوا ہے۔ مثلاً خدا کے لئے "یسوع نے ہیکل میں تعلیم دیتے وقت پکار کر کہا کہ تم مجھے بھی جانتے ہو اور یہ بھی جانتے ہو کہ میں کہاں کا ہوں۔ اور میں آپ سے نہیں آیا مگر جس نے مجھے بھیجا ہے وہ سچا (ἀληθινός) ہے۔ اس کو تم نہیں جانتے" (انجیل جلیل یوحنا ۷: ۲۸)۔

حضور مسیح کیلئے: اور یہ بھی جانتے ہیں کہ خدا کا بیٹا آگیا ہے اور اُس نے ہمیں سمجھ بخشی ہے تاکہ اُس کو جو حقیقی (ἀληθινός) ہے جانیں اور ہم اُس میں جو حقیقی ہے یعنی اُس کے بیٹے یسوع مسیح میں ہیں۔ حقیقی خدا اور ہمیشہ کی زندگی یہی ہے" (انجیل جلیل ۱-یوحنا ۵: ۲۰)۔

چونکہ ذاتِ الٰہی میں تین اقانیم، باپ، بیٹا اور رُوح القُدس ہیں اور لفظ "حق" نہ صرف رُوح کے لئے استعمال ہُوا بلکہ باپ اور بیٹے کے لئے بھی، اس لئے رُوحِ حق رُوحُ القُدس کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

رُوحِ حق کے نام

جس طرح اللہ تعالےٰ کے متعدد نام ہیں اور وہ اُس کی ذات وصفات کے مظہر ہیں مثلاً الودود یعنی محبّت کرنے والا اور الرحمٰن یعنی رحم کرنے والا وغیرہ، اُسی طرح رُوحُ القُدس کے بھی جو ذاتِ الٰہی کا تیسرا اقنوم ہے متعدد نام ہیں جو اُس کی ذات وصفات کے مظہر ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ خداوند کی رُوح	:	کتابِ مقدس یسعیاہ ۲: ۱۱؛ ۶۱: ۱-
۲۔ زندہ خدا کا رُوح	:	انجیل جلیل ۲۔کرنتھیوں ۳: ۳-
۳۔ مسیح کا رُوح	:	" " رومیوں ۸: ۹
۴۔ یسوؔع کا رُوح	:	" " اعمال ۱۶: ۷
۵۔ خوشی کا تیل	:	" " عبرانیوں ۱: ۹
۶۔ جلال کا رُوح	:	" " ۱۔ پطرس ۴: ۱۴
۷۔ مددگار	:	" " یوحنا ۱۵: ۱۶
۸۔ رُوحُ القُدس	:	" " لُوقا ۱۱: ۱۳
۹۔ رُوحِ عدل۔رُوحِ سوزاں	:	کتابِ مُقدّس یسعیاہ ۴: ۴
۱۰۔ پاک موعودہ رُوح	:	انجیل جلیل افسیوں ۱: ۱۳
۱۱۔ رُوحِ حق	:	" " یوحنا ۱۴: ۱۷

۱۲۔ زندگی کا رُوح : انجیل جلیل رومیوں ۸ : ۲
۱۳۔ فضل کا رُوح : " " عبرانیوں ۱۰ : ۲۹
۱۴۔ ازلی رُوح : " " " ۹ : ۱۴
۱۵۔ سچائی کا رُوح : " " ۱۔یوحنا ۵ : ۷

مندرجہ بالا فہرستِ اسماء سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ رُوح القُدس، رُوحِ حق اور مددگار (فارقلیط) سب ایک ہی ہستی کے نام ہیں۔

نوٹ : انجیلِ جلیل میں جہاں کہیں رُوح سے رُوحُ القُدس مراد ہے وہاں رُوح کے لئے صیغہ مذکر مستعمل ہے۔

دلیل ۵ - مزید یہ کہ Pneuma Aletheia یعنی روحِ حق کے لئے بے جان ضمیر Neuter Gender استعمال ہونی چاہئے جبکہ آنے والے کا ذکر ضمیر HE کے ساتھ بطورِ مذکر ہُوا ہے۔ اِس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مرد ہوگا۔

الجواب

یُونانی میں رُوح Pneuma نہ مذکر ہے نہ مؤنث بلکہ مخنث، جبکہ ارامی زبان میں جس میں غالباً خداوند نے خطاب کیا تھا مؤنث ہے۔ بعینہٖ اللہ تعالےٰ بھی نہ مذکر ہے نہ مؤنث۔ اللہ تعالےٰ کے بارے میں تذکیر و تانیث کا خیال ہی نہایت بیہودہ ہے، تاہم ذاتِ الٰہی کے لئے ہر زبان و مذہب میں صیغہ مذکر ہی استعمال ہوتا ہے لیکن یہ ان معنوں میں نہیں جیسے کہ ذی حیات نر کے لئے مادہ کے مقابلہ میں استعمال کیا جاتا ہے۔

انجیل جلیل یوحنا ۱۴: ۲۶؛ ۱۵: ۲۶؛ ۱۶: ۸، ۱۳، ۱۴ میں رُوحِ حق کی شخصیت پر زور دیا گیا اس لئے ضمیر شخصی بطور مذکر مستعمل ہے۔ چونکہ رُوحِ حق ذاتِ الٰہی کا تیسرا اقنوم ہے اور ذاتِ الٰہی کے لئے ہمیشہ ضمیر شخصی مذکر ہی استعمال ہوتا ہے اس لئے رُوحِ حق کے لئے "وہ" کا استعمال بطور مذکر نہایت واجب ہے۔ اب یہ کہنا کہ چونکہ رُوحِ حق کے لئے HE کا استعمال ہوا ہے اسلئے وہ ضرور ہی مرد ہوگا بڑی عجیب منطق ہے۔ یہاں یہ دریافت کیا جا سکتا ہے کہ اردو لفظ "وہ" کی بجائے انگریزی لفظ "HE" سے کیوں نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے؟ ظاہر ہے کہ صرف اپنی مطلب براری کے لئے کیونکہ انگریزی میں "HE" مرد کے لئے ہی استعمال ہوتا ہے۔ اگر یہی منطق ٹھہری تو پھر انگریزی بائبل میں بے شمار مقامات پر اللہ تعالےٰ کے لئے لفظ HE مستعمل ہے، مثلاً "تو مضبوط ہو جا اور حوصلہ رکھ۔ مت ڈر اور نہ اُن سے خوف کھا۔ کیونکہ خداوند تیرا خدا خود تیرے ساتھ جاتا ہے۔ وہ تجھ سے دست بردار نہیں ہوگا اور نہ تجھے چھوڑے گا" (توریت شریف استثنا ۳۱: ۶)۔ اِس لحاظ سے تو نعوذ باللہ خدا بھی مرد ہی ٹھہرا۔

رُوحِ حق (فارقلیط) الٰہی شخصیت ہے

سب سے پہلے ہم پاک صحیفوں سے یہ ثابت کریں گے کہ رُوحِ حق شخصیت ہے اور پھر یہ کہ وہ الٰہی شخصیت ہے تاکہ یہ دکھا سکیں کہ رُوحِ حق کے لئے ضمیر شخصی "وہ" کا استعمال نہ صرف مباح ہے بلکہ نہایت ضروری بھی ہے، اور یہ کہ الٰہی شخصیت کے لئے ضمیر شخصی "وہ" سے یہ نتیجہ نکالنا کہ "وہ ضرور ہی مرد ہوگا" نہایت ناقص دلیل ہے۔

۱۔ رُوح حق شخصیت ہے۔

۱۔ اُس سے شخصی خصوصیات منسوب کی گئی ہیں:

(ا) وُہ علم رکھتا ہے: "لیکن ہم پر خدا نے ان کو رُوح کے وسیلہ سے ظاہر کیا کیونکہ رُوح سب باتیں بلکہ خدا کی تہ کی باتیں بھی دریافت کر لیتا ہے۔ کیونکہ انسانوں میں سے کون کسی انسان کی باتیں جانتا ہے سوا انسان کی اپنی رُوح کے جو اُس میں ہے؟ اسی طرح خدا کے رُوح کے سوا کوئی خدا کی باتیں نہیں جانتا" (انجیلِ مقدس ۱۔کرنتھیوں ۲: ۱۰-۱۱)۔

(ب) وُہ ارادہ رکھتا ہے: "یہ سب تاثیریں وُہی ایک رُوح کرتا ہے اور جس کو جو چاہتا ہے بانٹتا ہے" (انجیل جلیل ۱۔کرنتھیوں ۱۲: ۱۱)۔

(ج) وُہ احساسات وجذبات رکھتا ہے: "میں یسوع مسیح کا جو ہمارا خداوند ہے واسطہ دے کر اور رُوح کی محبت کو یاد دلا کر تم سے التماس کرتا ہوں ..." (انجیل جلیل رومیوں ۱۵: ۳۰)۔

۲۔ اُس سے شخصی کام منسوب کئے گئے ہیں:

(ا) وہ سب باتیں دریافت کر لیتا ہے: رُوح "سب باتیں بلکہ خدا کی تہ کی باتیں بھی دریافت کر لیتا ہے" (انجیلِ جلیل ۱۔کرنتھیوں ۲: ۱۰)۔

(ب) وُہ بات چیت کرتا ہے: "جس کے کان ہوں وُہ سُنے کہ رُوح کلیسیاؤں سے کیا فرماتا ہے" (انجیل جلیل مکاشفہ ۲: ۷)۔

(ج) وُہ پکارتا ھے : "خدا نے اپنے بیٹے کا رُوح ہمارے دلوں میں بھیجا جو ابا یعنی اے باپ! کہہ کر پکارتا ہے" (انجیلِ جلیل گلتیوں ۴ : ۶)۔

(د) وُہ شفاعت کرتا ھے : "... مگر رُوح خود ایسی آہیں بھر بھر کر ہماری شفاعت کرتا ہے جن کا بیان نہیں ہو سکتا" (انجیلِ جلیل رومیوں ۸ : ۲۶)۔

(ہ) وُہ گواہی دیتا ھے : "جب وہ مددگار آئے گا جس کو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا یعنی رُوحِ حق جو باپ سے صادر ہوتا ہے تو وہ میری گواہی دے گا" (انجیلِ جلیل یوحنا ۱۵ : ۲۶)۔

(و) وُہ سکھاتا ھے : "لیکن مددگار یعنی رُوح القدس جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا وہی تمہیں سب باتیں سکھائے گا ..." (انجیلِ جلیل یوحنا ۱۴ : ۲۶)۔

(ز) وُہ راھنمائی کرتا ھے : "اس لئے کہ جتنے خدا کے رُوح کی ہدایت سے چلتے ہیں وہی خدا کے بیٹے ہیں" (انجیلِ جلیل رومیوں ۸ : ۱۴)۔

(ح) وُہ حکم دیتا ھے : "وہ فروگیہ اور گلتیہ کے علاقہ میں سے گذرے کیونکہ رُوح القدس نے انہیں آسیہ میں کلام سنانے سے منع کیا۔ اور انہوں نے موسیہ کے قریب پہنچ کر بتونیہ میں جانے کی کوشش کی مگر یسوع کے رُوح نے اُنہیں جانے نہ دیا" (انجیلِ جلیل اعمال ۱۶ : ۶-۷)۔

(ط) وُہ کام کرنیکے لئے کہتا اور کام تفویض کرتا ھے :

"پس اپنی اور اُس سارے گلّے کی خبرداری کرو جس کا رُوح القدس نے تمہیں نگہبان ٹھہرایا ..." (انجیلِ جلیل اعمال ۲۰: ۲۸)۔

ب ۔ رُوحِ حق الٰہی شخصیت ہے

۱۔ الٰہی صفات

(ا) **وہ ازلی رُوح ہے:** "مسیح کا خُون جس نے اپنے آپ کو ازلی رُوح کے وسیلہ سے خدا کے سامنے بے عیب قربان کر دیا تمہارے دلوں کو مُردہ کاموں سے کیوں نہ پاک کرے گا تاکہ زندہ خدا کی عبادت کریں" (انجیلِ جلیل عبرانیوں ۹: ۱۴)۔

(ب) **وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے:** میں تیری رُوح سے بچ کر کہاں جاؤں ..." (زبُور شریف ۱۳۹: ۷)۔

(ج) **وہ قادرِ مطلق ہے:** "رُوح القُدس تجھ پر نازل ہوگا اور خدا تعالےٰ کی قُدرت تجھ پر سایہ ڈالے گی اور اِس سبب سے وہ مولودِ مُقدّس خُدا کا بیٹا کہلائیگا" (انجیلِ جلیل لوقا ۱: ۳۵)۔

(د) **وہ کُل علم رکھتا ہے:** "... رُوح سب باتیں بلکہ خدا کی تہ کی باتیں بھی دریافت کر لیتا ہے ..." (انجیلِ جلیل ۱-کرنتھیوں ۲: ۱۰)۔

۲۔ الٰہی کام

(ا) **تخلیق کا کام رُوح القُدس سے منسُوب کیا گیا:** "خُدا کی رُوح نے مجھے بنایا ہے اور قادرِ مطلق کا دم مجھے زندگی بخشتا

ہے" (کتاب مقدس ایوب ۳۳: ۴)۔

(ب) زندگی بخشنے کا کام اُس سے منسوب کیا گیا: اگر اُسی کا رُوح تم میں بسا ہُوا ہے جس نے یسوع کو مردوں میں سے جِلایا تو جس نے مسیح یسوع کو مُردوں میں سے جِلایا وہ تمہارے فانی بدنوں کو بھی اپنے اُس رُوح کے وسیلہ سے زندہ کریگا جو تُم میں بسا ہُوا ہے" (انجیل جلیل رومیوں ۸: ۱۱)۔

(ج) انبیاء اس کی تحریک سے کلام کرتے تھے: "نبوّت کی کوئی بات آدمی کی خواہش سے کبھی نہیں ہوئی بلکہ آدمی رُوح القُدس کی تحریک کے سبب سے خُدا کی طرف سے بولتے تھے" (انجیل جلیل ۲۔پطرس ۱: ۲۱)۔

۳۔ اُسے خُدا کہا گیا ہے: "کیوں شیطان نے تیرے دل میں یہ بات ڈال دی کہ تو رُوح القُدس سے جھُوٹ بولے اور زمین کی قیمت میں سے کچھ رکھ چھوڑے؟ ... تو آدمیوں سے نہیں بلکہ خدا سے جھوٹ بولا" (انجیلِ جلیل اعمال ۵: ۳-۴)۔

دلیل ۶۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جس طرح عیسٰی اللہ تعالٰے کے رسُول ہیں اُسی طرح فارقلیط (رُوحِ حق) بھی اللہ تعالٰے کا فرستادہ یعنی رسُول ہوگا۔

الجواب

ہم نے دلیل نمبر ا کے جواب میں بیان کیا تھا کہ ہم رُوحِ حق کے کام کے متعلق آئندہ بالتفصیل بیان کریں گے جس سے ثابت ہوگا کہ اُس کا کام انبیاء و مرسلین کی طرح پیغمبری نہیں ہے۔

رُوحِ حق کے کام

ا۔ کائنات میں

ا۔ تخلیقِ[1] کائنات اور تخلیقِ انسان: ”آسمان خداوند کے کلام سے اور اس کا سارا لشکر اس کے منہ کے دم سے بنا“ (زبور شریف ۳۳: ۶)۔ ”خدا کے رُوح نے مجھے بنایا ہے اور قادرِ مطلق کا دم مجھے زندگی بخشتا ہے“ (کتابِ مقدس ایوب ۳۳: ۴) ”تو اپنی رُوح بھیجتا ہے اور یہ پیدا ہوتے ہیں ...“ (زبور شریف ۱۰۴: ۳۰)۔

ب۔ انسانوں میں:

ا۔ حضور مسیح کی گواہی دیتا ہے: ”جب وہ مددگار آئیگا جس کو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا یعنی رُوحِ حق جو باپ سے صادر ہوتا ہے تو وہ میری گواہی دے گا“ (انجیلِ جلیل یوحنا ۱۵: ۲۶)

”ہمارے باپ دادا کے خدا نے یسوع کو جلایا جسے تم نے

---

[1] تخلیق کے کام میں ذاتِ الٰہی یعنی باپ، بیٹا اور رُوح القدس تینوں اقانیم سرگرم عمل تھے لیکن چونکہ زیرِ بحث رُوحِ حق ہے اس لئے ہم یہاں صرف رُوحِ حق کے متعلق ہی بیان کرتے ہیں۔

صلیب پر لٹکا کر مار ڈالا تھا۔ اُسی کو خدا نے مالک اور مُنجی ٹھہرا کر اپنے دہنے ہاتھ سے سربلند کیا تاکہ اسرائیل کو توبہ کی توفیق اور گناہوں کی معافی بخشے۔ اور ہم اُن باتوں کے گواہ ہیں اور رُوح القُدس بھی جسے خدا نے انہیں بخشا ہے جو اُن کا حکم مانتے ہیں" (انجیل جلیل اعمال ۵: ۳۰-۳۲)۔

۲۔ دُنیا[1] کو گُناہ، راستبازی اور عدالت کے بارے میں قصوروار ٹھہراتا ہے

"وہ آکر دنیا کو گُناہ اور راستبازی اور عدالت کے بارے میں قصوروار ٹھہرائے گا" (انجیل جلیل یوحنا ۱۶: ۸)۔

ج۔ ایمان داروں میں:

۱۔ نیا مخلوق بناتا ہے:

"اُس نے ہم کو نجات دی مگر راستبازی کے کاموں کے سبب سے نہیں جو ہم نے خود کئے بلکہ اپنی رحمت کے مطابق نئی پیدائش کے غسل اور رُوح القُدس کے ہمیں نیا بنانے کے وسیلہ سے" (انجیل جلیل طِطُس ۳: ۵؛ مزید دیکھیں یوحنا ۳: ۳-۵ مقابلہ کریں رومیوں ۱۲: ۲؛ ۱-کرنتھیوں ۵: ۱۷)۔

۲۔ مسیح میں گُناہ اور موت سے آزاد کرتا ہے:

"زندگی کے رُوح کی شریعت نے مسیح یسوع میں مجھے گناہ اور موت کی شریعت سے آزاد کر دیا" (انجیل جلیل رومیوں ۸: ۲)۔

---

[1] نوٹ: ہم اِس پر مزید بحث آئندہ اوراق میں کریں گے۔

۳۔ باطنی انسانیت میں زور آور بناتا ہے: "وہ اپنے جلال کی دولت کے موافق تمہیں یہ عنایت کرے کہ تم اُس کے رُوح سے اپنی باطنی انسانیت میں بہت ہی زور آور ہو جاؤ" (انجیلِ جلیل افسیوں ۳: ۱۶)۔

۴۔ خدا کے بیٹے بناتا ہے: "جتنے خدا کے رُوح کی ہدایت سے چلتے ہیں وہی خدا کے بیٹے ہیں" (انجیلِ جلیل رومیوں ۸: ۱۴)۔

۵۔ ایمانداروں کی رُوح کیساتھ ملکر گواہی دیتا ہے کہ وُہ خدا کے فرزند ہیں
"رُوح خود ہماری رُوح کے ساتھ مِل کر گواہی دیتا ہے کہ ہم خُدا کے فرزند ہیں" (انجیلِ جلیل رومیوں ۸: ۱۶)۔

۶۔ رُوح پھل پیدا کرتا ہے: "مگر رُوح کا پھل محبت۔ خوشی۔ اطمینان۔ تحمل۔ مہربانی۔ نیکی۔ ایمانداری۔ حلم۔ پرہیزگاری ہے..." (انجیلِ جلیل گلتیوں ۵: ۲۲-۲۳)۔

۷۔ ایمانداروں کو تمام سچائی کی راہ دکھاتا ہے: لیکن جب وہ یعنی رُوحِ حق آئے گا تو تم کو سچائی کی راہ دکھائے گا" (انجیلِ جلیل یوحنا ۱۶: ۱۳)۔

۸۔ حضور مسیح کی تعلیم یاد دلاتا ہے: "لیکن مددگار یعنی رُوح القدس

جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا وہی تمہیں سب باتیں سکھائیگا اور جو کچھ مَیں نے تم سے کہا ہے وہ سب تمہیں یاد دلائے گا" (انجیل جلیل یوحنا ۱۴: ۲۶)۔

۹۔ خدا کی گہری باتوں کو ظاہر کرتا اور روحانی باتوں میں امتیاز کرنے کی قوّت دیتا ہے:

"جو چیزیں نہ آنکھوں نے دیکھیں نہ کانوں نے سُنیں نہ آدمی کے دل میں آئیں۔ وہ سب خدا نے اپنے محبّت رکھنے والوں کے لئے تیار کر دیں۔ لیکن ہم پر خدا نے ان کو رُوح کے وسیلہ سے ظاہر کیا کیونکہ روح سب باتیں بلکہ خدا کی تہ کی باتیں بھی دریافت کر لیتا ہے" (انجیل جلیل ۱۔کرنتھیوں ۲: ۹-۱۰)۔

۱۰۔ وہ ایمانداروں کی دُعا کرنے میں مدد کرتا، رہنمائی کرتا، قوّت دیتا اور شفاعت کرتا ہے

"اسی طرح رُوح بھی ہماری کمزوری میں مدد کرتا ہے کیونکہ جس طور سے ہم کو دُعا کرنا چاہیئے ہم نہیں جانتے مگر رُوح خود ایسی آہیں بھر بھر کر ہماری شفاعت کرتا ہے جن کا بیان نہیں ہو سکتا" (انجیل جلیل رومیوں ۸: ۲۶)۔

۱۱۔ ایمانداروں کو خدا کی پرستش کرنیکی ہدایت کرتا ہے:

"مختون تو ہم ہیں جو خدا کے رُوح کی ہدایت سے عبادت کرتے ہیں ....." (انجیلِ جلیل فلپیّوں ۳ : ۳)۔

۱۲۔ وہ خاص کام کے لئے مقرر کرتا ہے: "جب وہ خداوند کی عبادت کر رہے اور روزے رکھ رہے تھے تو رُوح القُدس نے کہا میرے لئے برنباس اور ساؤل کو اس کام کے واسطے مخصوص کر دو جس کے واسطے میں نے ان کو بُلایا ہے.... وہ رُوح القُدس کے بھیجے ہُوئے سلوکیہ کو گئے" (انجیلِ جلیل اعمال ۱۳: ۲، ۴)۔

۱۳۔ روزمرّہ کی زندگی اور خدمت میں رہنمائی کرتا ہے:

"وہ فروگیہ اور گلتیہ کے علاقوں میں سے گذرے کیونکہ رُوح القُدس نے اُنہیں آسیہ میں کلام سُنانے سے منع کیا۔ اور اُنہوں نے مُوسیہ کے قریب پہنچ کر بتُونیہ میں جانے کی کوشش کی مگر یسوع کے رُوح نے اُنہیں جانے نہ دیا" (انجیلِ جلیل اعمال ۱۶: ۶-۷)۔

۱۴۔ ایمانداروں کے فانی جسموں کو زندہ کرے گا: "اگر اُسی کا رُوح تم میں بسا ہُوا ہے جس نے یسوع کو مُردوں میں سے جِلایا تو جس نے مسیح یسوع کو مُردوں میں سے جِلایا وُہ تمہارے فانی بدنوں کو بھی اپنے اُس رُوح کے وسیلہ سے زندہ کریگا جو تم میں بسا ہُوا ہے" (انجیلِ جلیل رومیوں ۸ : ۱۱)۔

ہم نے یہاں رُوحِ حق کے کاموں کو جو بالخصوص نئے عہد نامہ میں بتائے گئے ہیں بیان کیا ہے۔ اب قارئینِ کرام خود دیکھ لیں کہ کسی مقام پر بھی رُوحِ حق کا کام رسالت نہیں ہے۔

۳۔ حضور مسیح کی فارقلیط کے بارے میں پیشینگوئیاں

حضور مسیح نے مددگار (فارقلیط) سے اپنے حوارئین کو متعارف کراتے وقت چند ایک باتیں بیان فرمائیں جن سے روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ وہ کوئی گوشت پوست کا انسان نہیں ہو سکتا۔ ارشاد ہوتا ہے:

"میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے۔ یعنی رُوحِ حق جسے دُنیا حاصل نہیں کر سکتی کیونکہ نہ اُسے دیکھتی اور نہ جانتی ہے۔ تم اُسے جانتے ہو کیونکہ وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے اور تمہارے اندر ہو گا۔۔۔ لیکن مددگار یعنی رُوح القدس جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا وہی تمہیں سب باتیں سکھائے گا اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے وہ سب تمہیں یاد دلائے گا۔

"لیکن جب وہ مددگار آئے گا جس کو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا یعنی روحِ حق جو باپ سے صادر ہوتا ہے تو وہ میری گواہی دے گا۔"

"لیکن جب وہ یعنی رُوحِ حق آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائیگا۔

اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سُنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔ وہ میرا جلال ظاہر کرے گا۔ اس لئے کہ مجھ ہی سے حاصل کرکے تمہیں خبریں دے گا" (انجیل جلیل یوحنا ۱۴: ۱۶-۱۷، ۲۶؛ ۱۵: ۲۶؛ ۱۶: ۱۳-۱۵)۔

۱- وہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے گا۔

منجیؔ جہاں حضور مسیح اپنی حیاتِ جسمانی میں اپنے حواریئین کے مددگار (فارقلیط) خود تھے، لیکن چونکہ اب آپ کا صعودِ آسمانی نزدیک تھا اس لئے آپ نے فرمایا کہ آپ اپنی جگہ ایک اور مددگار بھیجیں گے جو ابد تک اُن کے ساتھ رہے گا۔ حضورِ کلمتہ اللہ خود تو اپنے حواریوں کے ساتھ صرف تین سال رہے، لیکن یہ مددگار (فارقلیط) اُن کے اور بعد ازاں متابعین کے ساتھ ہمیشہ تک رہے گا۔ یہاں الفاظ "ابد تک" بڑے اہم ہیں۔ کوئی خاکی انسان بھی خواہ وہ اعلےٰ ہے یا ادنےٰ، مومن ہے یا کافر، پیر ہے یا فقیر، یہ دعوےٰ نہیں کر سکتا کہ وہ ابد تک زندہ رہے گا۔ قرآن شریف کا بھی یہی قول ہے کہ ہر ایک شخص موت کا مزہ چکھے گا۔ زبور شریف ۹۰: ۹-۱۰ میں حضرت مُوسیٰ فرماتے ہیں" ہماری عمر خیال کی طرح جاتی رہتی ہے۔ ہماری عمر کی میعاد ستر برس ہے یا قوت ہو تو اسی برس"۔ پھر فرماتے ہیں" اَے خداوند! ایسا کر کہ مَیں اپنے انجام سے واقف ہو جاؤں اور اس سے بھی کہ میری عمر کی میعاد کیا ہے۔ میں جان لوں کہ کیسا فانی ہوں۔ دیکھ! تو نے میری عمر بالشت بھر کی رکھی ہے اور میری زندگی تیرے حضور بے حقیقت ہے۔ یقیناً ہر انسان بہترین

حالت میں بھی بالکل بے ثبات ہے" (۳۹: ۴-۵) انجیل جلیل کی تعلیم بھی یہی ہے۔ " ذرا سنو تو! تمہاری زندگی چیز ہی کیا ہے؟ بخارات کا سا حال ہے۔ ابھی نظر آئے۔ ابھی غائب ہو گئے" (انجیل جلیل یعقوب ۴: ۱۴)۔ پھر انسان کا تجربہ بھی شاہد ہے کہ کسی خاکی انسان کو ثبات نہیں۔ جو خاک سے پیدا ہوا ہے ضرور ہی خاک میں ملے گا۔ پس یہ دعویٰ ہرگز درست نہیں کہ فارقلیط جس کا وعدہ حضور مسیح نے اپنے حواریین سے فرمایا، کوئی بشر ہو سکتا ہے۔

۲- دنیا اُسے حاصل نہیں کر سکتی۔ نہ دیکھتی ہے اور نہ جانتی ہے

رُوح کا تجربہ باطنی اور روحانی ہے۔ رُوح صرف اُن اشخاص کو ملتا ہے جو حضور مسیح پر ایمان لاتے ہیں۔ حواری پطرس فرماتے ہیں " جب میں کلام کرنے لگا تو رُوح القُدس اُن پر اِس طرح نازل ہوا جس طرح شروع میں ہم پر نازل ہوا تھا۔ اور مجھے خداوند کی وہ بات یاد آئی جو اُس نے کہی تھی کہ یوحنا نے تو پانی سے بپتسمہ دیا مگر تم رُوح القُدس سے بپتسمہ پاؤ گے۔ پس جب خدا نے ان کو بھی وہی نعمت دی جو ہم کو خداوند یسوع مسیح پر ایمان لا کر ملی تھی تو میں کون تھا کہ خدا کو روک سکتا؟" (انجیل جلیل اعمال ۱۱: ۱۵-۱۷)۔ جب کوئی شخص اپنے گناہوں سے توبہ کرتا اور منجیٔ جہاں پر ایمان لے آتا ہے تو اُسے رُوحِ حق مِل جاتا ہے، لیکن وہ اشخاص جو آپ پر ایمان نہیں رکھتے اُسے حاصل نہیں کر سکتے اور نہ جان سکتے ہیں۔

ایسے اشخاص کو بائبل کی زبان میں " دنیا" کہا گیا ہے۔ وہ خواہ کتنے ہی نیک نام، مذہب پرست یا جید عالم کیوں نہ ہوں رُوح کو حاصل نہیں کر سکتے اور نہ اُسے جان یا سمجھ سکتے ہیں۔ رُوحِ حق نادیدنی ہے۔

اُسے جسمانی آنکھوں سے دیکھا نہیں جا سکتا۔ پس اِس کا اطلاق کسی انسان پہ نہیں ہو سکتا۔

۳۔ تم اُسے جانتے ہو کیونکہ وہ تمہارے ساتھ ہے اور تمہارے اندر ہو گا

یہاں حضور مسیح اپنے حواریوں کو یاد دلاتے ہیں کہ جس فارقلیط کا مَیں نے تمہارے ساتھ وعدہ کیا ہے تم اسے پہلے ہی سے جانتے ہو کیونکہ وُہ تمہارے ساتھ ہے۔ خط کشیدہ جملے کی ترکیب پر غور کریں۔ یہ زمانۂ حال سے متعلق ہے۔ اِس کا چھ سو سال بعد کے فارقلیط سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟ پھر یہی نہیں کہ وہ اُن کے ساتھ ہے بلکہ وعدہ کیا جاتا ہے کہ وہ حضور مسیح کی عدم موجودگی میں جو کہ اُس وقت تک ہنوز مستقبل تھی اُن کے اندر سکونت کرے گا۔

ہم دیکھتے ہیں کہ جب حضور مسیح آسمان پر تشریف لے گئے تو یہ وعدہ پُورا ہُوا۔ "جب عیدِ پنتیکست کا دن آیا تو وہ سب ایک جگہ جمع تھے کہ یکایک آسمان سے ایسی آواز آئی جیسے زور کی آندھی کا سناٹا ہوتا ہے اور اُس سے سارا گھر جہاں وہ بیٹھے تھے گونج گیا۔ اور انہیں آگ کے شعلہ کی سی پھٹتی ہوئی زبانیں دکھائی دیں اور ان میں سے ہر ایک پر آٹھہریں۔ اور وہ سب رُوح القدس سے بھر گئے اور غیر زبانیں بولنے لگے جس طرح رُوح نے اُنہیں بولنے کی طاقت بخشی" (انجیلِ جلیل اعمال ۲: ۱-۴)۔

اس ضمن میں حضرت پولس فرماتے ہیں "کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارا بدن رُوح القدس کا مَقدِس ہے جو تم میں بسا ہُوا ہے اور تم کو خدا کی طرف سے ملا ہے ....." (انجیلِ جلیل ۱-کرنتھیوں ۶: ۱۹)۔ یہ وعدہ نہ صرف حوارئین

کے سلسلہ میں پورا ہوا بلکہ متابعین کے بھی۔ آغازِ مسیحیت سے ہر سچا ایمان دار اِس کی گواہی دیتا آیا ہے اور آج بھی بے شمار لوگ اس کے زندہ ثبوت ہیں۔ کیا کوئی انسان کسی کے اندر سکونت کر سکتا ہے!!!

۴۔ جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا

جس طرح حضورِ مسیح خدا باپ کی طرف سے آئے تھے، اُسی طرح مددگار (فارقلیط)، آپ کے نام سے آئے گا۔ مطلب یہ ہے کہ وہ فارقلیط حضورِ مسیح کا نمائندہ ہوگا۔ اُسے آپ کے کل اختیار حاصل ہوں گے اور وہ آپ کے کام کو آگے بڑھائے گا۔ یہ ایک ایسی پیشینگوئی ہے جسے برادرانِ اسلام آنحضرت صلعم کے سلسلہ میں کبھی قبول نہیں کر سکتے۔

۵۔ جو کچھ میں نے کہا وہ سب تمہیں یاد دلائیگا

بنیادی طور پر تو اِس وعدہ کا تعلق حواریوں سے ہے اور اِس بات کی ضمانت ہے کہ جو کچھ مُصنّفین اناجیل نے حضورِ مسیح کی تعلیمات کے بارے میں قلمبند کیا وہ درست ہے کیونکہ وہ رُوحِ حق کی تحریک کے سبب سے لکھا گیا۔ لیکن رُوحِ حق یہی کام آپ کے ہر پیروکار میں بھی کرتا ہے۔

"لیکن ہم پر خدا نے اُن کو رُوح کے وسیلہ سے ظاہر کیا کیونکہ رُوح سب باتیں بلکہ خدا کی تہ کی باتیں بھی دریافت کر لیتا ہے۔ کیونکہ انسانوں میں سے کون کسی انسان کی باتیں جانتا ہے سوا انسان کی اپنی رُوح کے جو اُس میں ہے؟ اسی طرح خدا کے رُوح کے سوا کوئی خدا کی باتیں نہیں جانتا۔ مگر ہم نے نہ دُنیا کی رُوح بلکہ وہ رُوح پایا جو خدا کی طرف سے ہے تاکہ ان

باتوں کو جانیں جو خدا نے ہمیں عنایت کی ہیں۔ اور ہم اُن باتوں کو اُن الفاظ میں نہیں بیان کرتے جو انسانی حکمت نے ہم کو سکھائے ہوں بلکہ اُن الفاظ میں جو رُوح نے سکھائے ہیں اور روحانی باتوں کا روحانی باتوں سے مقابلہ کرتے ہیں" (انجیل جلیل ۱۔کرنتھیوں ۲: ۱۰-۱۴)۔ حضور مسیح کے ہر ایک سچے پیروکار کا یہ تجربہ ہے کہ رُوحِ حق حضور مسیح کے الفاظ و تعلیمات کو سمجھنے میں اس کی مدد کرتا ہے۔

تاہم یہاں حضور مسیح کی چند ایک تعلیمات کو بیان کرنا مفید رہے گا تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ آیا آپ کی تعلیمات کا اسلامی تعلیمات میں اعادہ کیا گیا ہے یا نہیں۔ یاد رہے کہ یہاں حضور مسیح کی جملہ تعلیم کا ذکر ہے ایک یا دو باتوں کا نہیں۔ اب ہم حضور مسیح کی تعلیمات سے بمصداق "مشتے نمونہ از خروارے" چند باتیں بیان کرتے ہیں۔

حضور مسیح نے اپنے مشہور زمانہ پہاڑی وعظ میں فرمایا:

"تم سُن چکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ زنا نہ کرنا۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جس کسی نے بُری خواہش سے کسی عورت پر نگاہ کی وہ اپنے دل میں اُس کے ساتھ زنا کر چکا..... یہ بھی کہا گیا تھا کہ جو کوئی اپنی بیوی کو چھوڑے اُسے طلاق نامہ لکھ دے۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی بیوی کو حرامکاری کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑ دے وُہ اس سے زنا کراتا ہے اور جو کوئی اُس چھوڑی ہوئی سے بیاہ کرے وُہ زنا کرتا ہے۔ پھر تم سُن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا تھا کہ جھوٹی قسم نہ کھانا بلکہ اپنی قسمیں خداوند کے لئے پُوری کرنا۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ بالکل قسم نہ کھانا نہ تو آسمان کی کیونکہ وُہ خدا کا تخت ہے۔ نہ زمین کی کیونکہ وہ اس کے

پاؤں کی چوکی ہے۔ نہ یروشلیم کی کیونکہ وہ بزرگ بادشاہ کا شہر ہے۔ نہ اپنے سر کی قسم کھانا کیونکہ تو ایک بال کو بھی سفید یا کالا نہیں کر سکتا۔ بلکہ تمہارا کلام ہاں ہاں یا نہیں نہیں ہو کیونکہ جو اس سے زیادہ ہے وہ بدی سے ہے۔
تم سُن چکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ شریر کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ جو کوئی تیرے دہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اُس کی طرف پھیر دے....
تم سُن چکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ اپنے پڑوسی سے محبت رکھ اور اپنے دشمن سے عداوت۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں سے محبّت رکھو اور اپنے ستانے والوں کے لئے دعا کرو۔ تاکہ تم اپنے باپ کے جو آسمان پر ہے بیٹے ٹھہرو کیونکہ وہ اپنے سورج کو بدوں اور نیکوں دونوں پر چمکاتا ہے اور راستبازوں اور ناراستوں دونوں پر مینہ برساتا ہے۔ کیونکہ اگر تم اپنے محبت رکھنے والوں ہی سے محبت رکھو تو تمہارے لئے کیا اجر ہے؟ کیا محصول[1] لینے والے بھی ایسا نہیں کرتے؟ اور اگر تم فقط اپنے بھائیوں ہی کو سلام کرو تو کیا زیادہ کرتے ہو؟ کیا غیر قوموں کے لوگ بھی ایسا نہیں کرتے؟ پس چاہیئے کہ تم کامل ہو جیسا تمہارا آسمانی باپ کامل ہے" (انجیل جلیل متّی ۵: ۲۷-۴۸)۔
نیز "مَیں ہُوں وُہ زندگی کی روٹی جو آسمان سے اُتری۔ اگر کوئی اس روٹی میں سے کھائے تو ابد تک زندہ رہے گا بلکہ جو روٹی میں جہان کی زندگی

---

[1] یہودی محصول لینے والوں کو گنہگار سمجھتے تھے کیونکہ وہ رومی حکومت کے لئے یہودیوں سے محصول لیتے تھے۔ غیر قوموں سے مراد غیر یہودی ہیں جنہیں وہ خدا کے وعدے سے خارج سمجھتے تھے۔

کے لئے دُوں گا وہ میرا گوشت ہے۔"
"یسوع نے پھر اُن سے مخاطب ہو کر کہا دُنیا کا نور میں ہوں۔ جو میری پیروی کرے گا وہ اندھیرے میں نہ چلے گا بلکہ زندگی کا نور پائیگا۔"
"دروازہ میں ہوں۔ اگر کوئی مجھ سے داخل ہو تو نجات پائے گا...."
(انجیلِ جلیل یوحنا ۶ : ۵۱ ؛ ۸ : ۱۲ ؛ ۱۰ : ۹)۔

۶۔ وہ میری گواہی دیگا

رُوحِ حق جس بات کی گواہی دے گا وہ یہ نہیں تھی کہ حضور مسیح اللہ تعالےٰ کے فرستادہ نبی ہیں یا بن باپ پیدا ہوئے۔ نہیں یہ اُس عظیم مقصد کے مقابلہ میں جس کی خاطر آپ مبعوث ہوئے تھے نہایت خفیف سی بات ہے۔ حضرت یوحنا اصطباعی (یحییٰ نبی) نے آپ کے اُس اصل مقصد کو حسبِ ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے "دیکھو یہ خدا کا برّہ ہے جو دُنیا کا گناہ اُٹھا لے جاتا ہے" (انجیلِ جلیل یوحنا ۱ : ۲۹)۔
فارقلیط نے بھی یہی گواہی دی۔ ملاحظہ فرمائیں انجیلِ جلیل عبرانیوں ۱۰ : ۱۴۔ "اُس نے ایک ہی قربانی چڑھانے سے ان کو ہمیشہ کے لئے کامل کر دیا ہے جو پاک کئے جاتے ہیں۔ اور روح القدس بھی ہم کو یہی بتاتا ہے...."
جب حواریوں پر حسبِ وعدہ آنخداوند رُوح القدس نازل ہوتا ہے تو وہ نہایت دلیری سے حضور مسیح کی موت اور قیامت کی برملا گواہی دیتے ہیں اور تصدیق کرتے ہیں کہ رُوح القدس بھی یہی گواہی دیتا ہے۔
"ہمارے باپ دادا کے خدا نے یسوع کو جلایا جسے تم نے صلیب

پر لٹکا کر مار ڈالا تھا۔ اُسی کو خدا نے مالک اور مُنجی ٹھہرا کر اپنے دہنے ہاتھ سے سربلند کیا تاکہ اسرائیل کو توبہ کی توفیق اور گناہوں کی معافی بخشے۔ اور ہم اِن باتوں کے گواہ ہیں اور رُوح اُلقدس بھی جسے خدا نے اُنہیں بخشا ہے جو اُس کا حکم مانتے ہیں" (انجیلِ جلیل اعمال ۵: ۳۰-۳۲)۔

حضرت پولس اس عظیم حقیقت کو کھول کر بیان کرتے ہیں: "چنانچہ مَیں نے سب سے پہلے تم کو وہی بات پہنچا دی جو مجھے پہنچی تھی کہ مسیح کتابِ مُقدّس کے مطابق ہمارے گناہوں کے لئے مؤا اور دفن ہوا اور تیسرے دن کتابِ مُقدّس کے مطابق جی اُٹھا" (انجیلِ جلیل ۱-کرنتھیوں ۱۵: ۳-۴)۔

یہ تھی وہ گواہی جو رُوحِ حق نے دینی تھی اور دی۔

۷۔ وہ میرا جلال ظاہر کرے گا

انسانی نظر میں "جلال" عام طور پہ مادی اشیاء کی بہتات سے ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن جب اس کا اشارہ اللہ تعالےٰ کی طرف ہوتا ہے تو اس کا وہ مطلب نہیں ہوتا جو انسان اپنی جسمانی عقل کے مطابق سمجھتا ہے۔ بائبل مُقدّس میں اِس کا تعلق ہمیشہ اُس صفت سے ہے جو خدا کا خاصہ ہے اور جس کا اقرار انسان اپنے ردّ عمل سے کرتا ہے۔

حضور المسیح کے سلسلہ میں جلال نہ صرف آپ کی راستبازی کے مترادف ہے بلکہ اِس کا تعلق آپ کے دُکھوں، موت اور قیامت سے بھی ہے "یسوع نے جواب میں اُن سے کہا کہ وقت آ گیا ہے

کہ ابنِ آدم جلال پائے۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک گیہوں کا دانہ زمین میں گر کر مر نہیں جاتا اکیلا رہتا ہے لیکن جب مر جاتا ہے تو بہت سا پھل لاتا ہے" (انجیل علیس یوحنا ۱۲: ۲۳-۲۴)۔

پس ہم کہہ سکتے ہیں کہ فارقلیط کا حضور المسیح کو جلال دینے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ آپ کی بے پدر پیدائش اور اولوالعزم نبی ہونے کی تصدیق کرے بلکہ یہ کہ وہ آپ کے نجات بخش کام یعنی نوعِ انسان کے لئے آپ کی تصلیب، موت اور قیامت کے اسرار و رموز حوارئین پہ کھولے گا اور یہی کچھ فارقلیط نے کیا بھی۔

۴۔ دُنیا کا سردار

دلیل ۷۔ دوسرا مددگار (فارقلیط) ہی دُنیا کا سردار ہے۔

الجواب

انجیلِ جلیل میں فارقلیط کے لئے کسی مقام پر بھی "دُنیا کا سردار" کی اصطلاح استعمال نہیں ہوئی۔ یہ خالصتاً اور بالتخصیص ابلیس کے لئے مستعمل ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:-

"اب دُنیا کی عدالت کی جاتی ہے۔ اب دُنیا کا سردار نکال دیا جائیگا"
(انجیلِ جلیل یوحنا ۱۲ : ۳۱)۔

"عدالت کے بارے میں اِس لئے کہ دُنیا کا سردار مُجرم ٹھہرایا گیا ہے"
(انجیلِ جلیل یوحنا ۱۶ : ۱۲)۔

مسیحی اس اصطلاح کو کسی عام انسان کے لئے استعمال کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے چہ جائیکہ وہ کسی نبی کے لئے کریں۔

۵۔ گناہ، راستبازی اور عدالت

"لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر جاؤں گا تو اُسے تمہارے پاس بھیج دُوں گا۔ اور وہ آکر دنیا کو گناہ اور راستبازی اور عدالت کے بارے میں قصوروار ٹھہرائے گا۔ گناہ کے بارے میں اس لئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لاتے۔ راستبازی کے بارے میں اس لئے کہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں اور تم مجھے نہ دیکھو گے۔ عدالت کے بارے میں اس لئے کہ دنیا کا سردار مجرم ٹھہرایا گیا ہے" (انجیل جلیل یوحنّا ۱۶: ۷-۱۲)۔

دلیل ۸ ۔ بعض لوگ مندرجہ بالا آیات میں خط کشیدہ الفاظ کی تفسیر یُوں کرتے ہیں کہ گنہگار یہودی جو کہ راستبازی کے دشمن ہیں غلط عدالت کے مُرتکب ہُوئے تھے۔ کیونکہ وہ دعوےٰ کرتے تھے کہ انہوں نے حضرت عیسےٰ کو صلیب دی ہے حالانکہ نہیں دی۔ لہٰذا فارقلیط جو کہ گناہ، راستبازی اور عدالت کا قصوروار ٹھہرانے والا ہے یہودیوں کو گنہگار اور غلط عدالت کا مجرم ٹھہراتا ہے اور حضرت مسیح کو ان کے مقابلے میں راستباز۔ چونکہ تاریخِ مذاہب میں یہ کام یعنی یہودیوں کو

قصوروار اور حضرت مسیح کو راستباز ٹھہرانے کا کام آنحضرت صلعم نے کیا اس لئے آپ ہی وہ فارقلیط ہیں۔

الجواب

غلط تفسیر سے جو بھی نتیجہ اخذ کیا جائے گا وہ ہمیشہ غلط ہوگا۔ بدیں وجہ ہم نے دیباچہ میں اصولِ تفسیر بیان کئے ہیں تاکہ کُتب سماوی کی تفسیر کرتے وقت صحیح نتیجہ تک پہنچنے میں راہنمائی کی جا سکے۔ اگر اس آیت کے سیاق و سباق کو جس میں گناہ، راستبازی اور عدالت کا ذکر ہے سرسری نظر سے بھی دیکھا جائے تو بھی یہ واضح ہو جاتا ہے کہ گناہ، راستبازی اور عدالت کیا ہے۔ یہاں گناہ اور عدالت سے مراد یہودیوں کا گناہ اور غلط عدالت کا مرتکب ہونا اور ان کے مقابلہ میں حضور المسیح کو راستباز ٹھہرانا نہیں ہے۔ آئیے اب ہم صحیح نتیجہ پر پہنچنے کے لئے ان تینوں پر فرداً فرداً غور کریں۔

گُناہ کے بارے میں

فارقلیط کا پہلا کام ایک گنہگار کو گُناہ کے بارے میں قصُوروار ٹھہرانا ہے۔ اہم اور قابلِ غور بات یہ ہے کہ یہاں گُناہ کے لئے صیغۂ واحد استعمال ہُوا ہے یعنی گناہوں کے لئے نہیں بلکہ گناہ کے لئے۔ دُنیا میں صرف ایک ہی گُناہ ہے جو انسان کو ابدی زندگی سے محروم کرتا اور ابدی ہلاکت کا وارث بناتا ہے، اور وہ ہے اللہ تعالےٰ کی بخشش کو رد کرنا۔ چونکہ ہر انسان اولادِ آدم ہونے کے باعث گُناہ[1] میں پیدا ہوتا ہے اور گنہگار ہے

---

[1] زبور شریف ۵۱: ۵ میں حضرت داؤد فرماتے ہیں" دیکھ میں (بقیہ اگلے صفحہ پر)

اس لئے اللہ تعالےٰ اُسے اُن گناہوں کے سبب سے قصوروار نہیں ٹھہراتا بلکہ اس لئے کہ اللہ تعالےٰ نے اُس کے گناہوں کا جو علاج مہیا کیا ہے وہ اُسے قبول نہیں کرتا۔ وہ علاج حضور مسیح ہیں جنہوں نے بنی نوع انسان کے گناہوں کی خاطر اپنی جان دی۔ بدیں وجہ آپ نے فرمایا "گناہ کے بارے میں اس لئے کہ وُہ مجھ پر ایمان نہیں لاتے"۔

دُنیا میں بے شمار لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اُنہیں اپنے گناہوں سے مخلصی کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور کرنا پڑے گا۔ وہ خود کو نجات کا اہل بنانے کی کوشش کرتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ وہ اپنے آپ کو گناہ کی سزا سے بچانے کے لئے کچھ بھی نہیں کرسکتے۔ پس جو کچھ انسان نہیں کرسکتا یا کرنے سے معذور ہے، حضور مسیح نے کیا ہے۔ آپ نے انسان کے بدلے موت سہہ کر گناہ کی سزا کے سوال کا فیصلہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کردیا ہے۔ اب صرف ایک ہی گناہ ہے جو انسان کو اللہ

(بقیہ صفحہ ۴۷ سے آگے) نے بدی میں صورت پکڑی اور میں گناہ کی حالت میں ماں کے پیٹ میں پڑا"۔ حدیث شریف میں انسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ شیطان انسان کی رگوں میں اس طرح جاری و ساری ہے جس طرح خون جاری و ساری ہے (بخاری و مسلم)۔ (۲) ابوہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ آدم کا کوئی بیٹا (ایسا) پیدا نہیں کیا گیا جس کو پیدا کئے جانے کے وقت شیطان نے نہ چھوُا ہو۔ پس جس وقت شیطان اُس کو چھوتا ہے وہ (تکلیف سے) چیختا ہے۔ مگر مریمؑ اور اسکے بیٹے کو شیطان نے نہیں چھوُا (بخاری و مسلم)۔ مشکوٰۃ شریف جلد اول صفحہ ۶۸ ناشر: نور محمد اصح المطابع و کارخانہ تجارت کتب۔ آرام باغ کراچی

تعالےٰ کے حضور قصوروار ٹھہراتا ہے اور وہ ہے حضور مسیح پر ایمان نہ لانا۔" جو اُس (مسیح) پر ایمان نہیں لاتا اُس پر سزا کا حکم ہو چکا اس لئے کہ وہ خدا کے اکلوتے بیٹے کے نام پر ایمان نہیں لایا"۔ (انجیل جلیل یوحنا ۳:۱۸)۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی بڑی رحمت میں نوع انسان کی نجات کے لئے صرف یہی ایک راستہ تجویز فرمایا ہے اور فارقلیط اِسی گناہ کے بارے میں دنیا کو قصوروار ٹھہراتا ہے۔

راستبازی کے بارے میں

گناہ، کبیرہ ہو یا صغیرہ وہ اللہ تعالےٰ کی نظر میں انسان کی حیثیت کو تبدیل نہیں کرتا۔ ہم سب گنہگار ہیں، اور چونکہ "گناہ کی مزدوری موت ہے" اس لئے ہم سب موت یعنی ابدی ہلاکت کے وارث ہیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے انسان کو مخلصی دلانے کا انتظام کیا۔ حضور مسیح نے تمام جہان کے گناہوں کا کفارہ دیا۔ یہ حقیقت کہ آپ موت کے بندھن توڑ کر جی اُٹھے، اِس بات کا ثبوت ہے کہ آپ نے گنہگار انسان کا مکمل کفارہ دیا اور اللہ تعالےٰ نے اُس کفارہ کو قبول فرمایا۔ اب اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ انسان بھی اِس کفارہ کو قبول کرے یعنی حضور مسیح پر ایمان لائے۔ اب اگر انسان آپ کو بذریعہ ایمان قبول نہیں کرتا تو مددگار یعنی رُوحِ حق (فارقلیط) اُسے ایک اور بات کے لئے بھی قصوروار ٹھہراتا ہے اور وہ ہے راستبازی۔ یہ راستبازی وہ نہیں ہے جو ایک

گنہگار حاصل کرنے میں ناکام رہا ہے بلکہ یہ وہ ہے جو حضور مسیح نے اپنی کفّارہ بخش موت اور قیامت سے ایک گنہگار کے لئے مہیّا کی ہے۔ جونہی ایک گنہگار اپنے گناہوں کا بوجھ محسوس کرتا اور منجّیِ جہان حضور مسیح کے پاس آتا ہے تو مددگار (فارقلیط) اُس پہ اِس حقیقت کا انکشاف کرتا ہے کہ اگرچہ اُس کی اپنی کوئی راستبازی نہیں تاہم وہ کسی اور کی راستبازی سے ملبّس ہو کر اللہ تعالےٰ کے حضور مقبول ٹھہر سکتا ہے۔ یہ راستبازی حضور مسیح کی ہے جو ان لوگوں کو ملتی ہے جو آپ پہ ایمان لاتے ہیں۔ اور جو ایمان نہیں لاتے رُوحِ حق اُنہیں اس راستبازی کے لئے قصوروار ٹھہراتا ہے۔

اب ہم اِس بات پہ غور کریں کہ حضور مسیح کے اِس فرمان کا کیا مطلب ہے کہ "راستبازی کے لئے اس لئے کہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے۔"

جونہی حضور مسیح نے صلیب پہ انسان کے کفّارہ کا کام مکمل کیا تو آپ نے بلند آواز سے فرمایا کہ "تمام ہوا"۔ لیکن درحقیقت یہ ہمارے لئے اُس وقت تک مکمل نہیں ہوا جب تک کہ آپ جی نہ اُٹھے اور آسمان پر تشریف نہ لے گئے۔ بے شک، یہ اللہ تعالےٰ کے لئے تو اُسی وقت مکمل ہو گیا تھا مگر مجھے اور آپ کو اس کی تکمیل کا اُس وقت تک علم نہیں ہو سکتا تھا تاوقتیکہ آپ باپ کے پاس جا کر اُس کے قابلِ قبول ہونے کی یقین دہانی کرنے کے لئے حسبِ وعدہ رُوحِ حق کو نہ بھیجتے۔ اِسی لئے آپ نے فرمایا کہ "میں باپ کے پاس جاتا ہوں"۔ پنتکُست کے دِن رُوح القدس بھیج کر آپ نے یہ یقین دہانی کرادی کہ جو کفّارہ آپ نے

دیا اُسے اللہ تعالےٰ نے قبول کر لیا ہے۔

آپ نے اپنے صعود آسمانی سے پیشتر فرمایا تھا کہ " میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر جاؤں گا تو اُسے تمہارے پاس بھیج دوں گا" (انجیلِ جلیل یوحنا ۱۶: ۷-۸)۔ اِس سے آپ کا مطلب یہ تھا کہ آپ وہاں جاکر کافی عرصہ تک ٹھہریں گے لیکن دریں اثنا آپ رُوحِ حق کو بھیج دیں گے تاکہ وُہ آکر انہیں بتائے کہ کفارہ قبول ہو چکا ہے۔ پس آپ نے پنتکُست کے روز رُوحُ القدس کو بھیجا جو آپ کا نمائندہ ہے اور گواہی دی کہ کفارہ کا کام مکمل ہو چکا ہے اور کہ حضور مسیح کی راستبازی اب اُن کی بن سکتی ہے بشرطیکہ وہ آپ پر ایمان لائیں۔

اب آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ جب حضور مسیح نے یہ فرمایا کہ " میں باپ کے پاس جاتا ہُوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے" کا کیا مطلب ہے! اس وقت ہم آپ کو نہیں دیکھتے لیکن آپ کا نمائندہ جسے آپ نے بھیجا ہم پر ظاہر کرتا ہے کہ ہماری جان کا کفارہ ادا کیا جا چکا ہے۔ اگر کوئی حضور مسیح کے اِس کفارہ کو قبول کرتا ہے تو آپ کی راستبازی اُس کی بن جاتی ہے اور وہ ابدی زندگی کا وارث ہو جاتا ہے اور اگر کوئی اِسے رد کرتا ہے تو رُوحِ حق اُسے اُس راستبازی کے بارے میں مجرم ٹھہرائے گا۔

عدالت کے بارے میں

جب کوئی گنہگار حضور مسیح پر ایمان لاتا ہے تو رُوحِ حق اُس پر

ظاہر کرتا ہے کہ حضور مسیح کی راستبازی اب اُس کی ہے اور اُس پر سے سزا کا حکم ہٹ چکا ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ حضور مسیح نے صلیب پر اپنی جان کا کفّارہ دے کر اِس دنیا کے سردار یعنی ابلیس کو فتح کر لیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے "اُس نے حکومتوں اور اختیاروں کو اپنے اُوپر سے اُتار کر ان کا برملا تماشا بنایا اور صلیب کے سبب سے اُن پر فتح یابی کا شادیانہ بجایا" (انجیل جلیل کلسیوں ۲: ۱۵)۔

عزیز دوستو! ہم نے فارقلیط پر بالتفصیل روشنی ڈالی ہے تاکہ اُس غلط فہمی کو دُور کیا جائے جو برادرانِ اسلام میں اُس کے بارے میں پائی جاتی ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ کو توفیق بخشے کہ آپ اُس کے مُہیّا کردہ نجات کے انتظام کی بخشش کو قبول کریں۔ آمین۔

عزیز دوست، اگر آپ اِس کتاب کے مُطالعہ کے بعد ذیل کے سوالات کو حل کر کے ہمیں بھیجیں تو آپ کو ایک اَور کتابچہ مُفت ارسال کیا جائے گا۔

۱۔ "فارقلیط" یعنی "پاراکلیتوس" کا کیا مطلب ہے؟
۲۔ مسیح نے کن لوگوں سے فارقلیط بھیجنے کا وَعدہ کیا؟
۳۔ ہمیں کس طرح معلوم ہے کہ رُوحِ حق ایک شخصیّت ہے؟
۴۔ کیا ثبُوت ہے کہ رُوحِ حق اِلٰہی شخصیت ہے؟
۵۔ تخلیقِ کائنات اَور تخلیقِ اِنسان میں رُوحِ حق نے کیا کِردار اَدا کیا؟